جو بیٹھے یہ تو اٹھنا ہے اسے دور
لیکن اس کو نہ جب تک راج مزدور

—— "نرپت سنگھ کا ہاتھی"

نوکر ہیں سو روپے کے دیانت کی راہ سے
گھوڑا رکھے ہیں ایک سو اتنا خراب و خوار
ہے اس قدر ضعیف کہ اڑ جائے باد سے
میخیں گر اس کے تھان کی ہوویں نہ استوار
ہے پیر اس قدر کہ جو بتلائے اس کا سن
پہلے وہ لے کے ریگ بیابان کرے شمار
لیکن مجھے زروئے تواریخ یاد ہے
شیطان اس پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار
آگے سے توبرہ اسے دکھلاتے تھا سائیس
پیچھے نقیب ہانکے تھا لاٹھی سے مار مار
کہتا تھا کوئی مجھ سے "ہوا تجھ سے کیا گناہ"
کوتوال نے گدھے پہ تجھے کیوں کیا سوار
رکھتا تھا کوئی لاکے سپاری کو منہ کے بیچ
مو اس کے تن سے کوئی اکھاڑے تھا بار بار
کتے بھی بھونکتے تھے کھڑے اس کے گرد و پیش
ساتھ اس سمند خرس نما کے ہو چشم چار

—— "قصیدہ در ہجو اسپ"